OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: ***Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.***

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
October–December -2023
Vol: 8, Issue:32
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

برصغیر میں مسلمانوں کی تبلیغ واشاعت دین کے تسلسل کا تحقیقی جائزہ

A Research Analysis of the Continuity of Muslim Propagation in the Subcontinent

Saba Yousuf
Ph. D Scholar, Islamic Studies, The University of Lahore:
drsaba313@gmail.com
Ahmad
Assistant Professor, Islamic Studies, Punjab University of Technology Rasul Mandi Bahauddin:
drche313@gmail.com

Abstract

Al-Slām is an attribute of Allah Almighty and Islām is also the name of His favorite religion which is the continuity of the teachings of all the prophets. It is a basic belief in Islām that no new prophet will come and Prophet Muhammad (PBUH), the last prophet, was sent to all creatures in all the worlds. After him, all his followers must convey his message to others. Some people especially followed his message and migrated to the Indian Subcontinent. The propagation of Islam was their aim. It is narrated in Ḥadith that such as Muslims will perform the duty of Israelites Prophets. Muslim traders, rulers, military commanders, scholars, and mystic saints played an important role in the propagation and spread of Islām here. The majority of Indian Muslims are the descendants of those who converted to Islām at the hands of Muslim Saints. It is a narrative research of their services in Islamic propagation and spread in the subcontinent. They earned their livelihood from their sources and served Humanity according to the teachings of Islām. They faced many difficulties but did not leave their duty to spread the Islamic message. In their footsteps, their followers are working hard in the modern era, and continuity of preaching is on its way.

Keywords: Commanders, Humanity, Saints, Propagation, Subcontinent.

مسلمان، دین اسلام کا پیروکار ہوتا ہے۔ دین اسلام اللہ تعالیٰ کا مقبول ترین دین ہے جس کے علاوہ اس ذات بابرکت کو کوئی اور دین قبول نہیں۔ مکمل ضابطہ حیات کا نام دین ہے۔ اس میں عبادات اور تمام شعبہ زندگی کے معاملات شامل ہیں۔ یہ دین منفرد دین ہے جسے انبیاء کرام علیہم السلام نے لوگوں کے سامنے پیش کیا، نہ صرف لوگوں کی زندگی گزارنے کے اصول وضابطے بتائے، بلکہ اپنی متعلقہ شریعت پر عمل کر کے بھی دکھایا۔ عام اصطلاح میں دین اسلام سے مراد رسول کریم ﷺ کی دی ہوئی شریعت ہے۔ اسلام سیدھا راستہ ہے، اسی پر چلتے رہنے کا، اور اس کی تبلیغ واشاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ﴾[1] "اپنے رب کے رستے کی طرف دعوت دیں۔"

یہ دعوت دانائی اور اچھی نصیحت سے دینے کا فرمایا گیا ہے۔ اس کی حقانیت واضح کرنے کے لیے حکم ہے کہ اچھے طریقے سے مناظرہ اور جدل کیا جائے۔ اسلام لفظ کا مادہ "س ل م" سے ہے اور علم الصرف کے "باب افعال" سے ماخوذ ہے۔ سلم کے لغوی معانی میں ظاہری اور باطنی آفات اور عیوب سے پاک، محفوظ اور خالص ہونا، صلح، سلامتی اور امان اور اطاعت و فرمانبرداری۔ سلم (لام کی فتح سے) اور سلم (لام کے سکون سے) کا مفہوم اسلام، استسلام، انقیاد، اذعان، سپردگی، فرمان برداری اور اطاعت ہے۔ اسلام عقیدہ و اقرار بھی ہے، عمل بھی اور مکمل ضابطہ حیات یعنی دستور العمل ہے، اس کا مجموعی نام دین ہے، جس میں عقائد کے ساتھ عبادات ہیں، اور اس میں انفرادی اور اجتماعی، سیاسی اور معاشی، شہری اور عسکری، عدالتی اور قانونی، قومی اور بین الاقوامی تمام معاملات شامل ہیں۔ یہ ایسا دین ہے جسے تمام انبیائے کرام نے پیش کیا ہے، اس میں اصول الدین کے اعتبار اتحاد ہے، جبکہ فروع کے لحاظ سے اختلافات ہیں۔ یہاں دینِ اسلام سے مراد وہ شریعت اور دین ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لیے بھیجا۔[2] اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] النحل: 125
Al-Qurʾān,16 : 125

[2] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 1966ء (2/667، 672)۔
Urdū dāirah m'ārif-e-islāmiyyah, Punjāb University, Lahore, 1978, (2/667, 672).

﴿كُنْتُمْ خَيرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾[3]"تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو مخاطب فرما کر مزید وصف بیان کیے ہیں کہ تم اچھائی، بھلائی اور نیکی کا حکم دیتے ہو، اور بدی، برائی اور گناہ سے منع کرتے ہو۔ امام محمد فخر الدین الرازی (م606ھ) کے مطابق لفظ اسلام کے معانی اطاعت، دین، عقیدہ، عبادت اور ایمان لانے کے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

الاسلام هو الدخول فی الاسلام ای فی الانقياد و المتابعة ۔ ان الدين عند الله الاسلام۔ الاسلام معانه اخلاص الدين والعقيدة۔ المسلم ای مخلص لله عبادته۔ فی عرف الشرع فالاسلام هو الايمان۔ و الاسلام عبارة عن الانقياد۔[4]

"اسلام کے معنی اطاعت، حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنے والوں میں داخل ہو جانا ہے۔اسلام کے معنی دین اور فکر و عقیدے کا خالص کرنااور مسلم سے مراد ایسا شخص ہے جو اپنی عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرتا ہے۔عرف شرعی میں ایمان کا دوسرا نام اسلام ہے۔اسلام کا مطلب فرمانبرداری اور اطاعت ہے۔"

اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی کامیابی کے پیچھے عرب تجار کی تبلیغی کاوشیں، سلاطین کے پے درپے ہندوستان پر حملے، ان سلاطین کے زیر اثر مسلمانوں کاآباد ہونا، علمائے اسلام کی تدریس،تقریر اورتحریر کے ذرائع سے تبلیغی خدمات، صوفیاء کرام کی محبت و الفت والی جدوجہد، تمام انسانوں میں برابری اور مساوات اور بشر دوستی والا اسلامی عقیدہ اور ذات پات کی اونچ نیچ اور اس وجہ سے تفریق کرنے سے بیزاری کے اسباب اور عوامل کار فرما تھے۔[5]

---

(3) آل عمران:110

Al-Qur᾿ān, 3: 110

(4) الرازی، محمد فخر الدین، تفسیر کبیر، مصر، 1310ھ (2/ 628)۔

Al-Rāzī, Muhammad Fakhar-al-Dīn, abū, Tafsīr-e-kabīr, Ejypt, 1310 A.H. (2/ 628).

(5) قاسمی، محمد شمیم اختر، ڈاکٹر، ہندوستان میں اشاعت اسلام سے متعلق اعتراضات کا جائزہ، ماہنامہ دار العلوم، شمارہ: 12، جلد: 92، ذی الحجہ 1429ھ (23)۔

Qāsimī, Muhammad Shamīm Akhtar, Hindustān main isha‘at-e-Islām say muta‘alliq aitarāḍāt kā jāizah, monthly dar al-‘ulūm, issue:12, Vol 92, Dhi-al-ḥajjah 1429 A.H. (23).

مسلم تاجروں کی تبلیغ واشاعتِ دین

عرب اور ہند کے درمیان تجارتی تعلقات قدیم زمانے سے چلے آرہے تھے۔عرب تاجر کھجور اور خوشبودار جڑی بوٹیوں کی تجارت کے لیے موسم بہار میں ہندوستانی ساحلوں پر آتے تھے۔یہ موسم مون سون کی خوشگوار ہوا والا تھا۔ہندوستان کے مغرب کی طرف کے ساحل پر آبادی عرب تاجروں کی ہر سال آمد سے اتنے ہی آگاہ تھے جتنے وہ اس خوشگوار موسم میں آنے والے پرندوں کے جھنڈ سے واقف تھے۔مون سون کے پرندے چند ماہ کے قیام کے بعد واپس افریقہ چلے جاتے تھے۔تمام تاجر صحرا میں اپنے گھروں کو واپس نہیں گئے۔کئی لوگوں نے ہندوستانی خواتین سے شادی کی۔وہ ہندوستان میں ہی آباد ہو گئے۔حضرت محمدﷺ کی بعثت نے بت پرست اور سہل پسند عربوں میں تبدیلی پیدا کر دی۔ایمان کے تعلق سے متحد ہونے والی قوم اسلام اور اس کی بشارت کو عام کرنے کے لیے جوش و خروش سے چل پڑے۔بحری جہازوں سے سال بہ سال کھجور لانے والے سوداگر اب ایک نیا یقین ساتھ لانے لگے۔اس اعتقاد کو ہندوستان کے جنوب میں پسند کیا گیا۔مسجدیں بنانے اور مقامی عورتوں سے بیاہ میں مسلمانوں کے سامنے رکاوٹ نہ ڈالی گئی۔یوں جلد ہی ہندوستانی عرب کمیونٹی وجود میں آگئی۔نویں صدی عیسوی کے شروع میں، مسلم مبلغین مالابار کے راجہ کے تبدیلی دین میں کامیاب ہوئے۔[6]

عہد رسالت میں سرندیپ سے ایک وفد مدینہ منورہ روانہ ہوا تھا۔اسے بعد رکاوٹیں پیش آئیں اس وجہ سے وہ عہد فاروقی کے شروع میں وہاں پہنچا۔ اس وفد نے اسلام سے متعلق معلومات لیں۔ عرب تاجروں کے لئے ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں بہت کشش تھی یہاں انہیں تجارتی سامان اور ہر طرح کی اشیاء سندھ کے مقابلے میں زیادہ ملتی تھیں۔[7]

[6] Khushwant Singh, A history of the Sikhs, Princeton University Press, 1963 (20).

[7] مبارکپوری، قاضی اطہر، مولانا، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں، پروگریسو بکس، لاہور، 1989ء(24)۔

Mubārakpūrī, Qāḍī Athar, mawlānā, Hindustān main ʻaraboN kī ḥakūmatain, Progressive books, Lahore, 1989, (24).

برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی ابتدائی موجودگی کا پتہ جزیرہ نما عرب کے ابتدائی عرب تاجروں سے لگایا جا سکتا ہے، جنہوں نے برصغیر کے جنوب مغربی ساحل، خاص طور پر مالا بار ساحل پر ہندوستانیوں کے ساتھ تجارت کی۔ یہ ساتویں صدی یعنی 632ء میں نبی محمد ﷺ کی وفات کے تقریباً ایک صدی بعد کا واقعہ ہے۔(8)

اس رابطے کے نتیجے میں، کچھ مسلم تجارتی برادریاں قائم ہوئیں، اور ان برادریوں نے زیادہ تر ہندو عقیدے کے حامل بہت سے مقامی لوگوں کے اسلام قبول کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ برصغیر میں مسلم تاجروں کی تبلیغی خدمات تسلسل سے جاری ہیں۔ عصر حاضر میں سری لنکا کی نو فی صد مسلم آبادی، ملک کی دوسری بڑی اقلیت ہے۔ یہاں کی مسلم تاجر برادری نمایاں ہے۔ یہ برادری ماضی قریب میں اپنی دینی شناخت، سوچ اور عمل میں تبدیلیوں سے گذری ہے۔ یہ غالب غیر مسلم برادری سے اپنے تعلقات بنائے ہوئے ہے۔ سری لنکا نوے کی دہائی میں مسلح تصادم میں گھرا رہا۔ 2009ء میں سنہالی اور تامل جنگ ختم ہوئی تو مسلمان اکثریتی سنہالی برادری کے تشدد کا نشانہ بن گئے۔ یہ بدھ مت کی پیروکار ہیں۔ اس کے نتیجے میں اسلام کے انسداد دہشت گردی اور امن کے پیغام کی تعبیر کو مقبولیت حاصل ہوئی۔(9)

برصغیر میں مسلمانوں نے فتح حاصل کی، انہوں نے اجنبی حکمرانوں جیسا رویہ نہ اپنایا۔ وہ ان کی طرح محض دولت کے حصول اور تجارتی منڈیوں کی تلاش کے مقاصد نہ رکھتے تھے۔ وہ یہاں بس گئے اور اسی دیس کو اپنا وطن بنا لیا۔ وفات کے بعد ان کی قبریں بھی یہیں بنیں۔ انہوں نے ہندوستان کو جنت نظیر بنا دیا۔ انہوں نے حکومت، سیاست، علم و حکمت، فنون، زراعت، صنعت، کاریگری، تجارت، معیشت اور تہذیب و ثقافت میں خصوصی دلچسپی لے کر ترقی دکھائی۔(10)

---

(8) Percival Spear, A History of India: From the Sixteenth Century to the Twentieth Century, Penguin Books, Middlesex 1990 (221).

(9) Farah Mihlar, Religious change in a minority context: transforming Islam in Sri Lanka, Third World Quarterly,Vol.40, Issue 12, 2019 (2153).

(10) ندوی، معین الدین، ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی کارنامے، دار المصنفین، اعظم گڑھ، 1963ء (1)
Nadwi, Mu‘īn al-Dīn, Hindustān kay Muslimān ḥukmaranoN kay ‘ehd kay tamaddunī kārnāmay, dar al-muṣannifīn, ‘aẓam gaRh, 1963, (1)

مسلم حکمرانوں کی تبلیغ واشاعتِ دین

معتصم باللہ کے دور میں خلافت میں ایک ہندو راجہ مسلمان ہو گیا۔اس کا پایہ تخت ملتان تھا، جو اصفہان، کشمیر اور کابل کے درمیان تھا۔اس کا بیٹا بیمار ہوا تو اس نے تمام پجاریوں سے کہا کہ اپنے بتوں سے اس کی صحت کی التجا کرو۔انہوں نے الگ ہو کر پوجا پاٹ کی اور راجہ کو خوشخبری دی کہ ان بتوں نے ان کی درخواست مان لی ہے۔ تھوڑی دیر بعد بچہ فوت ہو گیا راجہ نے غصے میں آ کر بت خانہ اور بت مسمار کر دیے۔ شہر میں مسلمان تاجر مقیم تھے راجہ نے ان کو بلایا انہوں نے راجہ کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی وہ مسلمان اور موحد بن گیا۔[11]

مسلمان برصغیر میں داخل ہوئے تو ہندوؤں کی اکثریت کے پیش نظر انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ جب ترک سلجوقی آئے تب مسلمانوں کو اقتدار نصیب ہوا۔ وجہ یہی تھی کہ ہندوستان میں ہندو منظم نہیں تھے۔ مسلمانوں نے کئی صدیوں تک ہندوستان پر حکومت کی۔ سیدنا حضرت عمر فاروق کی خلافت کے دوران 15ھ ہی میں مالا بار کے ساحلی علاقے اور سراندیپ کے جزائر میں اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کا آغاز ہو گیا تھا۔ سیدنا عثمان غنی کی خلافت سے خلافت اموی تک بہت سے مبلغین توحید اور رسالت کے عقیدے کی تعلیمات جنوبی ہند میں لائے۔ یہ لوگ یہاں کے گوشہ گوشہ میں اسلام کا پیغام پہنچانے میں پیہم مصروف تھے۔ یہاں اسلام کی اشاعت بغیر کسی مزاحمت کے ہو رہی تھی۔[12] مالا بار کے راجہ پیرومال نے دوسری صدی ہجری کے آخر میں اسلام قبول کیا۔ عربی زبان میں اسے زرمون یا سامری کہا جاتا ہے۔اس کے قبول اسلام سے چین، مالا بار اور کیرالا میں دینِ اسلام کی تبلیغ میں مدد دی۔ وہ جنوبی ہندوستان کی ابتدائی اسلامی تاریخ میں بہت جاذبِ نظر شخصیت ہے۔[13] اسلام یہاں لوگوں کی عقل اور دماغ کو مسخر کر رہا تھا۔ مالا بار کے راجا نے شقِ قمر کے نبوی معجزے کا مشاہدہ کیا۔ اس نے وہ تاریخ محفوظ کر لی۔ اس یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عرب میں ایک نبی آیا ہے، اور یہ معجزہ انہی کا ہے۔[14]

---

[11] البلازری، احمد بن یحیٰ بن جابر، فتوح البلدان، بیروت (1/ 433)۔
Al-Balāzarī, ahmad bin Yahyā bin Jabir, futūḥ-ul-baldān, Beirūt (1/ 433).

[12] نجیب آبادی، اکبر شاہ، آئینہ حقیقت نما، نفیس اکیڈمی، کراچی، 1958ء(71)۔
Najīb abābādī, Akbar shah, Āinah Ḥaqīqat Numa, Nafīs academy, Karachi, 1958, (71).

[13] ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں از قاضی اطہر مبارکپوری، 1989ء (51)۔
Mubārakpūrī, Qāḍī Athar, mawlānā, Hindustān main ‘arabon kī Ḥakūmatain, 1989, (51).

[14] آئینہ حقیقت نما از اکبر شاہ نجیب آبادی، 1958ء(71)۔
Najīb abābādī, Akbar shah, KhaN, Āinah Ḥaqīqat Numa, 1958, (71).

سنجان میں دولت ماہانیہ، منصورہ سندھ میں دولت ہباریہ، ملتان میں دولت سامیہ، مکران میں دولت معدانیہ، طوران میں دولت متغلبہ کے نام سے عرب خاندانوں نے حکومت کی۔ماہانیہ اور ہباریہ عباسی خلافت کو مانتی تھی۔ سامیہ سیدنا علی المرتضی سے عداوت میں مشہور تھے۔اسی طرح معدانیہ اور متغلبہ خارجی مسلک کی حکومتیں تھیں۔ہندوستان میں عرب خاندانوں کی حکومت کے دور میں پڑوسی ممالک میں مسلم حکومتیں قائم تھیں۔یہاں کے حکمرانوں نے خلافت عباسیہ سے براہ راست تعلق اپنائے رکھا۔انہوں نے پڑوسی کی ہم عصر مسلم حکومتوں سے نہایت خوشگوار رکھے۔ان معاصر حکومتوں میں سے دیلم میں بنی بویہ اور غزنی میں بنی سبکتگین کی حکومتیں بہت مضبوط اور وسیع تھیں۔دیگر میں صفاریوں، سامانیوں اور غوریوں کی حکومتیں شامل تھیں۔[15]

گجرات کی ریاست میں گوجر قوم سے تعلق رکھنے والے سلاطین مقامی حکمران تھے۔وہ یہاں کے لوگوں کے لیے اجنبی نہیں تھے، کیونکہ وہ ان میں سے تھے۔ان کے عہد حکومت کی ابتداء 1407ء سے ہوئی۔یہ سلطنت 1573ء تک قائم رہی۔ سلطان مظفر شاہ اس کا پہلا حکمران تھا۔اس سے پہلے وہ یہاں 1393ء سے گورنر تھا۔اس نے 1407ء میں آزادی وخود مختاری کا اعلان کر دیا۔گجرات کی تاریخ میں یہ ناقابل فراموش دور ہے۔سلطان کے والد نے محمد تغلق کے دور میں اسلام قبول کیا تھا، جسے دہلی کے شاہی دربار میں وجیہ الملک کا خطاب دیا گیا تھا۔ریاست گجرات کے مسلم سلاطین کی عظمت کی گواہی ان نشانات سے ملتی ہے، جواب بھی ان کی یاد دلاتے ہیں۔ان کے بعد کئی صدیاں گذر گئیں، لیکن ان کی یاد اب بھی لوگوں کو آتی ہے۔ان کی اہم خدمات میں سے نئے شہر اور بستیاں بسانے کو اہمیت حاصل ہے۔علاوہ ازیں انہوں نے فصیلیں بنوائیں، مضافاتی آبادیاں اور جھیلیں بنائیں۔انہوں نے محل تعمیر کیے، عالیشان مسجدیں بنوائیں، اور مقبرے بنوائے۔یوں فنِ تعمیر اپنے کمال کو پہنچا۔[16]

جدید دور میں مسلم حکمرانوں نے دینی تبلیغ و اشاعت کی نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔صدیق حسن خان قنوجی سادات میں سے تھے، جن کا سلسلہ نسب تینتیس پشتوں کے بعد نبی کریم ﷺ سے جا ملتا ہے۔آپ ایک ریاست کے نواب بن گئے۔آپ اردو، فارسی اور عربی زبانوں سے بخوبی متعارف تھے، اور ادیب تسلیم کیے جاتے ہیں۔آپ نثر کے ساتھ ساتھ شاعری بھی کرتے تھے۔آپ عالم

---

[15] ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں از قاضی اطہر مبارکپوری، 1989ء (304)۔

Mubārakpūrī, Qāḍī Athar, mawlānā, Hindustān main ‘araboN kī ḥakūmatain, 1989, (304).

[16] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 1978ء (530/17)۔

Urdū dāirah m‘ārif-e-islāmiyyah, Punjāb university, Lahore, 1978, (17/ 530).

دین تھے، اور آپ کی علمی فضیلت سے بیرونی دنیا بھی آگاہ ہے۔آپ نے دو سو بائیس کتب لکھیں۔ آپ نے ہر علمی شعبے کے بارے میں غیر معمولی کتب رقم کیں۔آپ نے ایک بہت بڑی لائبریری قائم کی، اس میں سے بیش بہا کتب کا ذخیرہ، آپ کی وفات کے بعد ندوۃ العلماء کے سپرد کیا گیا۔ آپ کی اولاد میں سے نواب علی حسن خان مشہور ہوئے، جو ادبی ذوق رکھتے تھے، اس نے شاعری کی اور کتب تالیف کیں۔

نواب سکندر جہاں بیگم، بیگم آف بھوپال تھیں۔ان کے خاوند کی حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نواب صدیق حسن خان نے عربی زبان کی خدمت کی۔آپ نے دینی علوم کی اشاعت بڑے زورو شور سے کی۔آپ کی وجہ سے ریاست کی راجدھانی علمی مرکز بن گئی۔ برصغیر اور گردو پیش سے طلبہ یہاں آنے لگے۔آپ نے تفسیر قرآن اور حدیث مبارکہ کی نایاب کتب کی کثیر سرمائے سے اشاعت کی۔آپ طلبہ، علماء اور کتب خانوں کو کتب ہدیہ کر دیتے تھے۔آپ نے یہاں صحاح ستہ کے ترجمے کا آغاز کیا۔وحید الزمان اور ان کے بھائی بدیع الزمان عربی سے اردو میں ترجمہ کرنے میں مہارت رکھتے تھے۔آپ نے ان کے لیے وظیفہ مقرر کر دیا۔آپ نے ان تراجم کی طباعت کے لیے بھی وسائل مہیا کیے۔[17]

مسلم جرنیلوں کی تبلیغ واشاعتِ دین

سندھ اور سیدنا علی المرتضیٰ کے ابتدائی حامیوں یعنی شیعوں کے درمیان ایک ربط کا پتہ حکیم ابن جبلہ العبدی سے ملتا ہے۔آپ حضرت محمد ﷺ کے ایک صحابی تھے۔انہوں نے 649ء میں سندھ کے پار مکران کا سفر کیا اور خلیفہ دوم کو تفصیلات سے آگاہ کیا۔آپ نے سندھی جاٹوں کے ساتھ مل کر سیدنا علی المرتضیٰ کا ساتھ دیا، اور جنگِ جمل میں شہادت پائی۔[18] انہوں نے شاعری کی، اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مدح میں آپ کے کہے گئے چند

---

(17) مارہروی، محمد امین، بیگمات بھوپال، جامعہ ہمدرد، دہلی، 1918ء(23/2)۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 1973ء(103/12تا105)۔

Mārahrawi,Muhammad Amīn,Begmāt-e-Bhoapāl, Hamdard University,Delhi,1918(2/ 23).
Urdū dāirah m'ārif-e-islāmiyyah, 1973, (12/103-5).

(18) Maclean, Derryl N. Religion and Society in Arab Sind, BRILL, 1989 (126).

اشعار چچ نامہ میں موجود ہیں۔ ان کا مفہوم ہے کہ نقصان دولت اور دینار کے کھونے میں نہیں بلکہ علم اور دانائی کے فقدان میں ہے۔ زمانے کی وادیوں میں سب سے زیادہ معزز لوگ عفت اور سخاوت والے لوگ ہیں۔[19]

محمد بن قاسم (پیدائش 672ء) نے سندھ تک پہنچنے کا انتظام کیا، اور یہ جرنیل سترہ سالہ کی عمر میں برصغیر پر حملہ آور ہوا۔ یہ دور آٹھویں صدی عیسوی کا تھا، اس کے ابتدائی عشروں میں، بنی امیہ کی خلافت اور ہندوستان کی سلطنتوں میں مسلسل لڑائیاں ہوئیں۔[20] محمد بن قاسم نے اس خطے میں اموی خلفاء کے داخلے کا راستہ کھول دیا۔ چونکہ ان کا وطن بہت دور تھا اس لیے سلطنت سے کمک یا کسی بھی قسم کی مدد حاصل کرنا آسان نہیں تھا۔ یوں یہ کامیابی موثر نتائج نہیں لا سکی۔ تقریباً تین صدیوں کے بعد، دسویں صدی میں وسطی ایشیا سے سلجوق ترک آئے۔ انہیں اس خطے پر قبضہ کرنے میں دشواری پیش نہ آئی کیونکہ ہندوستانی غیر منظم تھے اور یہاں کوئی سیاسی سالمیت نہیں تھی۔[21]

عربوں کی طرح عجمی جرنیل توحید کا پیغام لے کر برصغیر آئے۔ اسلامی تعلیمات میں مساوات کے اصول کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس کے مطابق رنگ، نسل، قوم، زبان یا کسی خطر کی وجہ سے کسی کو بھی امتیازی مقام حاصل نہیں ہوتا، کیونکہ دینِ اسلام میں، تقویٰ کی وجہ سے، سب سے زیادہ مقام ملتا ہے۔ صدرِ اول سے لے کر تاریخ کے مختلف ادوار میں اسی اصول پر عمل کیا گیا۔[22]

محمود غزنوی ترک نسل کے افغانی جرنیل ہیں۔ ہندو سومنات کے بت کو دیگر بتوں کا بادشاہ سمجھتے تھے۔ ان میں مشہور کا تھا کہ سومنات دیوتا جن بتوں سے ناراض تھا سلطان محمود نے ان کو شکست دی ہے ورنہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی اسے مجال نہ ہوتی۔ دیوتا پلک جھپکنے میں محمود کو تباہ کر سکتا ہے۔ یہ بت خانہ مغربی ہند میں تھا۔ وہاں تک کوئی مسلمان حملہ آور نہیں پہنچ سکا تھا اس لئے ابھی تک وہ محفوظ تھا۔ جب سلطان کو یہ بتایا گیا تو اس نے لاحول ولا قوۃ

---

[19] چچ نامہ، سندھی ادبی بورڈ، جامشورو، 2018ء(102)۔

Chech Nāmah, Sindhī adabī board, Jamshoro, 2018 (102).

[20] Peter Crawford, The War of the Three Gods: Romans, Persians and the Rise of Islam, Pen & Sword Books, Barnsley, Great Britain 2013 (216).

[21] *Annemarie* Schimmel, The Empire of the Great Mughals, Reaktion Books Lt. UK, 2004 (39).

[22] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 1966ء(2 /692)۔

Urdū dāirah m‘ārif-e-islāmiyyah, 1966, (2/ 692).

بڑھی۔اس نے گجرات کی مہم کی ٹھان لی۔ جہاد کا اعلان سنتے ہی تیس ہزار مجاہدین اس کے علم تلے آپہنچے۔یہ لشکر چار سو پندرہ ہجری میں ڈیرہ اسمائیل خان کے راستے ملتان آپہنچا۔[23]

دسویں صدی کے آس پاس، مسلم وسطی ایشیا میں غزنویوں کی ایک خانہ بدوش سلطنت قائم ہوئی۔ غزنی کے محمود (971ء تا 1030ء) دوسرا شدید حملہ آور تھا۔اس نے تیز رفتار گھڑ سوار استعمال کیے۔اس نے نسل اور مذہب کے لحاظ سے متحد کر کے وسیع فوجیں بار بار تیار کیں۔اس نے جنوبی ایشیا کے شمال مغرب والے میدانوں پر مشتمل خطے کو فتح کیا۔اس کے بعد غوریوں کی قیادت ابھری، جس نے ہند کے شمال میں موجود میدانی علاقوں تک رسائی حاصل کرلی۔اس غوری خاندان کے غلاموں نے 1206ء میں مسلم دہلی سلطنت قائم کی۔[24]

محمود غزنوی نے ابتداء میں پنجاب میں اقتدار حاصل کیا تھا، بعد میں قطب الدین ایبک کی قیادت میں پورے ہندوستان کا اقتدار حاصل کیا گیا۔غزنی کے محمود کا دورِ حکومت 997ء تا 1027ء ہے جس نے 1000ء میں غزنی سے اس علاقے میں چھاپہ مارااور عبادت کے انداز اور دولت کو ختم کردیا جس کے نتیجے میں پنجاب کے علاقے سے ہندوراج ختم ہوگیا۔ایک صدی گزرگئی تو ایک اور مسلمان جنگجو سلطان محمد غزنی کے ہمسایہ علاقہ غور سے اپنے غلام اور جرنیل قطب الدین ایبک کے ساتھ آیا۔اس خطے پر مسلمانوں کی فتح ہوئی تو اس کے نتیجے میں پنجاب، گنگا کے میدانی علاقوں اور بنگال میں ان کی سلطنت تعمیر ہوئی۔اس کی بعد میں نیچے میسور اور دہلی تک توسیع ہوئی۔ہندوؤں کا خیال تھا کہ ان کو بھی اپنے ہاں ضم کردیا جائے گا لیکن مسلمانوں کو اپنے دین اور ثقافت پر فخر تھا اور جلد ہی اسلام اور مسلمانوں کو معاشرتی اور دینی زندگی میں قبول کیا گیا۔[25]

عصر حاضر میں مجاہدین کے امیر حافظ محمد سعید ہیں۔جماعۃ الدعوۃ سلفی منہج کے مطابق تبلیغی خدمات میں پیش پیش ہے۔یہ تنظیم 1985ء میں قائم ہوئی۔تب سے یہ خدمتِ خلق میں مصروف ہے۔ساتھ ہی یہ دین کی طرف بلانے میں مختلف اسباب ووسائل اختیار کیے ہوئے ہے۔جمہوریت کے بجائے اس تنظیم کی ترجیحات میں قیامِ خلافت ہے۔اس کے اس نظریہ کو عوام میں بڑی پذیرائی ملی۔یہ محبِ وطن تنظیم تصادم پر یقین نہیں رکھتی۔اغیار کی آنکھوں میں یہ تنظیم کانٹے کی طرح چبھتی ہے، کیونکہ یہ تنظیم محکوم اقوام کو آزادی کی نوید سناتی ہے۔اس تنظیم کے دانشور مختلف

---

[23] ندوی، محمود الرحمن، مولانا، دولت غزنویہ، ظفر پبلی کیشنز، لاہور، 2004ء (147)۔
Nadwi, Mahmūd al-Rahmān, Mawlānā, Dawlat-e-Ghaznawiyyah, Ẓafar publications, Lahore, 2004 (147).
[24] David Ludden, India and South Asia: A Short History, One World, 2002 (68).
[25] The Empire of the Great Mughals by Annemarie Schimmel, 2004 (31).

رسائل و جرائد میں صحافت کے ذریعے دین کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہیں۔ اس تنظیم کے اپنے مجلے بھی بہت مقبول رہے ہیں۔ یہ تاجروں سے تعلق مضبوط کرتی ہے، اور انہیں بلا سود معیشت کے لیے راغب کرتی ہے۔

پاکستان میں تحریک لبیک پاکستان ایک دینی سیاسی جماعت ہے۔ اسے علامہ خادم حسین رضوی نے قائم کیا۔ اب اس کے امیر حافظ سعد رضوی ہیں، جو مجاہدین کے امیر کہلانے کو پسند کرتے ہیں۔ یہ اپنے انداز سے ختم نبوت کا مشن لیے ایک جہادی تنظیم ہے۔ پرفتن دور میں یہ تنظیم امتِ مسلمہ کے مفادات کے مطابق رائے عامہ ہموار کرنے میں سرگرم رہتی ہے۔ دعوتِ دین میں اس تنظیم کی خدمات سے نوجوان بہت متاثر ہو رہے ہیں۔ یہ جماعت انتخابات میں بھی حصہ لیتی ہے، اور اس کے انتخابی نشان کرین کو کارکنوں میں اہم سمجھا جاتا ہے۔

علمائے اسلام کی تبلیغ واشاعتِ دین

نبی اکرم ﷺ نے طالبانِ علم کی تعلیم اور تربیت کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ اسلام کی تبلیغ کرنے کے لیے قرآن کریم کے درس کو اولیت حاصل ہے۔ مبلغین کے وفد میں قرآن حکیم کے قاری ہوتے تھے۔ وہ اس کتاب کی سورتوں کو زبانی حفظ کرتے تھے۔ ان کے لکھنے اور پڑھنے کا انتظام بھی کیا جاتا تھا۔ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے، آپ ﷺ جب بھی درس دیتے، یہ اس میں بھرپور توجہ سے بیٹھتے، جو سنتے اس پر عمل کرنے کا ارادہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے اخلاقِ حمیدہ اور مکارم اخلاق انہیں بہت پسند تھے۔ آنحضرت ﷺ اور دوسرے مبلغ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تبلیغ و دعوت میں قرآن کی سورتیں پڑھ کر سناتے تھے۔ اسوۂ رسول ﷺ نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا، جسے اگلی نسلوں تک عمل کے ذریعے منتقل کیا گیا۔[26]

ایک روز رسول اللہ ﷺ گھر سے مسجد تشریف لائے، وہاں صحابہ کرام دو جگہ حلقہ بنا کر بیٹھے۔ ایک مقام پر قرآن کریم کی تلاوت اور دعا ہو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے دوسرے حلقے کا رخ کیا تو وہاں دین اسلام کے سیکھنے اور سکھانے پر توجہ دی جا رہی تھی، آپ ﷺ اس حلقے کے ساتھ بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے دونوں سرگرمیوں کو پسند فرمایا، آپ ﷺ نے دونوں جماعتوں کو خیر اور بھلائی کی بشارت دی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[26] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 1966ء(2 / 691)۔
Urdū dāirah m'ārif-e-islāmiyyah, Punjāb university, Lahore, 1978, (2/ 691).

«إنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً»(27) "میں استاد بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

اسلام کی طرف دعوت دیتے ہوئے عقل سے کام لینے، تدبر، فکر اور غور کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یہ اسلام کی طرف بلانے کا عقلی طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی وحدانیت، اس کی طرف سے نبوت و رسالت، آخرت، قیامت اور اس روز کے حساب اور بدلے، صوم و صلوٰۃ اور حج کی عبادات اور اخلاق کی تعلیم اور نصیحت بار بار کی گئی ہے۔ اس بارے میں احکامات کی سچائی کے دلائل، ان میں مصلحت، بھلائی اور دانائی و حمت ظاہر کرنا ہی عقلی طریقہ ہے۔ اس تبلیغی طریقے کی طرف مختلف مقامات پر قرآن کریم میں رہنمائی دی گئی ہے۔(28)

حصولِ علم کی گھاٹیاں دشوار ہوتی ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے اس دشوار گذار راستے پر چلنے والے طلبہ کی حواصلہ افزائی فرمائی ہے کہ جو شخص علم کی تلاش میں ایک رستے پر چلتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے رستے پر چلائے گا۔ فرشتے نیک نیت طلبہ کے لیے اپنے مقدس پَر بچھادیتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَصْنَعُ»(29) "وہ طالب علم کے عمل سے خوش ہوتے ہیں۔"

برصغیر پاک و ہند دینی لوگوں کا ملک ہے۔ یہاں دین کے علم اور فہم کے لیے اہل علم زندگیاں وقف کر دیتے ہیں۔ حصولِ علم کے بعد علماء اسلام کی تبلیغ خطابت کے ذریعے کرتے ہیں۔ وہ زیادہ تر مساجد میں امامت کرتے ہیں، اور درس و تدریس کرتے ہیں۔ نماز کے موقع پر پڑھے جانے والے خطبات کی بڑی ثقافتی اور اجتماعی اہمیت ہے۔ عبادت کے ساتھ ساتھ خطبات ملی و قومی نظام کے رکن بھی ہیں۔ اسلام میں عبادات سے افراد کی روحانی ترقی ہوتی ہے۔ عبادات کے ساتھ دینی اجتماعات اور مجالس منعقد کی جاتی ہیں، ان کے معاشرتی مقاصد بھی ہیں، اس دوران مبلغین اپنے خطبات میں درپیش قومی اور ملی مسائل پر سیر

---

(27) ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابو عبداللہ، سنن ابن ماجہ، المقدمہ، باب فضل العلماء والحث الی طلب العلم، رقم الحدیث: 229، (35)۔
Ibn mājah, Muhammad bin Yazīd, Abu ‘abdullah, al-Muqaddimah, Sunan ibn mājah, chapter faḍlu al-‘ulamā wa al-ḥaththū ilā talabi al-‘ilmi, Ḥadīth No. 229, (35).

(28) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 1966ء (2 / 691)۔
Urdū dāirah m‘ārif-e-islāmiyyah, 1966, (2/691).

(29) الترمذي، محمد بن عیسیٰ السورۃ، ابو عیسیٰ، سنن الترمذي، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، دار السلام، 2002م، رقم الحدیث: 2482
Al-Tirmadhī, Muhammad bin ‘īsā al-sūrah, abū ‘īsā, sunan al-Tirmadhī, chapter mā jāa fī faḍli al-fiqh ‘alā al-‘ibādah, dār al-salām, 2002, Hadīth Raqam:2482.

حاصل تبصرہ کرتے ہیں،وہ ملکی اور عوامی مفاد اغیار کی ریشہ دوانیوں،اندرونی و بیرونی خطرات اور ملی اتحاد کی طرف راغب کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ان تبلیغی اور معاشرتی سرگرمیوں سے نظم وضبط کو فروغ ملتا ہے۔[30]

عبادات اور اعمال کا ایک مقصد مسلمانوں کو دلی طور پر جوڑے رکھنا بھی ہے۔ جو شخص چالیس روز تک مسلسل تکبیر اولیٰ کے ساتھ جماعت میں شامل ہوتا ہے،اس کے لیے نجات کے دو پروانے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَ بَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ»[31] ''آگ سے پناہ کا اور نفاق سے بَری ہونے کا۔''

مولانا محمد رحمت اللہ کیرانوی(1817ءتا1891ء) کبیر الاولیاء حضرت مخدوم جلال الدین پانی پتی کی اولاد میں سے تھے،آپ حضرت شاہ ولی اللہ کے خاندان کے سلسلے سے منسلک ہوئے۔آپ دہلی و تعلیمی و تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔آپ کو پادری فنڈر کے مقابلے کے لیے مامور کیا گیا۔ معزز مسلمان، ہندو اور انگریز مناظر کے پنچ قرار دیئے گئے۔ تین روز مناظرے میں آپ نے انجیل میں تحریفات ثابت کیں، پادری کو تسلیم کرنا پڑا، اور چوتھے روز وہ غائب ہو گیا۔ عثمانی خلیفہ سلطان عبد العزیز نے آپ کی قدر دانی کی،اور تقابلی موضوع پر اظہار الحق کے نام سے کتاب لکھوا کر اس کی خوب اشاعت کرائی۔[32]

برصغیر میں دینی تعلیم گھروں میں شروع ہوئی۔ احادیث مبارکہ کی تعلیم کا آغاز ذرا دیر سے ہوا۔پہلے یہ مساجد میں دی جانے لگی۔ محدثین کو یہ پسند نہیں تھا کہ یہ تعلیم صرف چند لوگوں کو نجی گھروں میں دی جائے،اس لیے اس مقصد کے لیے الگ ادارے قائم کیے گئے، جنہیں دار الحدیث کہا گیا۔ان کا اطلاق ابتدائی طور پر چھٹی صدی ہجری میں درس حدیث کے لیے وقف اداروں پر کیا گیا۔[33]

---

[30] اردو دائرہ معارف اسلامیہ،1973ء(905/8)۔

Urdū dāirah m‘ārif-e-islāmiyyah, 1973, (8/905).

[31] سنن الترمذي للامام الترمذي، باب فضل التكبيرة الأولى، دار السلام، رقم الحديث: 241

Sunan al-Tirmadhī lil-imam al-Tirmadhī, chapter faḍal al-takbīrah al-aūlā, dār al-salām, Ḥadith: 241.

[32] سید، محمد میاں، علماءِ حق کے مجاہدانہ کارنامے، جمعیۃ پبلی کیشنز، لاہور، 2005ء(79)۔

Sayyid, Muhammad miaN, ‘ulamā-e-Haq kay Mujāhidanah kārnāmay, Jam‘iyah publication, Lahore, 2005 (79).

[33] اردو دائرہ معارف اسلامیہ،1978ء(9 /109)۔

Urdū dāirah m‘ārif-e-islāmiyyah, 1978, (9/109).

علمائے اسلام اسلامی علوم کے ماہر ہوتے تھے۔وہ اعلیٰ دینی تعلیم مکمل کرتے تھے۔دار العلوم اعلیٰ تعلیم کا ادارہ ہوتا ہے۔اب خاص طور پر دارالعلوم کو برصغیر پاک و ہند میں دینی علوم کے اداروں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم سہارنپور، دارالعلوم فرنگی محل اور دار العلوم لکھنؤ وغیرہ۔ سرسید احمد خان نے مغربی علوم کے فروغ و تدریس کے لیے علی گڑھ میں جو کالج قائم کیا، اسے دارالعلوم علی گڑھ بھی کہا جاتا تھا۔ پاکستان اور ہندوستان میں مذہبی تعلیم کے لیے کئی دارالعلوم موجود ہیں۔یہاں قرآن و حدیث کے علاوہ دیگر علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں۔کبھی کبھی دارالعلوم کے بجائے مدرسہ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔یہ لفظ سکولوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔دارالعلوم کو جامعہ بھی لکھا جاتا ہے، یہ لفظ یونیورسٹیوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔دارالعلوم انگریزوں کے دور میں قائم کیے گئے۔ان کے قیام کے مقاصد میں تبلیغ سرفہرست تھی۔

انگریزوں کا تسلط قائم ہوا تو یہ خطہ ظلمت کدہ بن گیا۔ ہندوستان میں مسیحیت کی اشاعت کے لیے طول وہندوستان میں مسیحیت کی اشاعت کے لیے طول و عرض میں مسیحی اور مسلمان نما پادری سانپ اور بچھوؤں کی طرح رینگنے لگے۔ نظام تعلیم کی تباہی نے پورے ہند پر عام جہالت کی چادر تان دی۔انگریزوں نے شاہ عالم سے وعدہ کیا تھا، لیکن انگریزی زبان کو سرکاری حیثیت دی گئی اور فارسی اور عربی مدارس کے بند کرنے کا اعلان کیا گیا۔علمائے امت کی حیثیت جاہلوں سے کم کر دی گئی۔ سکول اور کالج کا نصاب مسیحیت مائل تھا، اور اس سے اسلام کی بے وقعتی ذہنوں میں بٹھائی جارہی تھی۔[34]

غلامی کے دور میں دارالعلوم قائم کیے گئے، مولانا محمد قاسم نانوتوی نے دارالعلوم دیوبند کے بارے میں وصیت نامہ لکھوایا تھا کہ مدرسہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کی شرط سے درست طور پر چلے گا۔ جب جاگیر، کارخانہ تجارت یا امراء کے عودے کے مطابق یقینی آمدنی حاصل ہوگئی، تو خوف و رجاء ہاتھ سے جاتا رہے گا۔یہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہی اصل سرمایہ ہے۔یہ نہ ہو تو غیبی امداد کے موقوف ہونے کا اندیشہ ہے۔اس سے کارکنوں کا باہمی نزاع ہو جائے گا۔اس لیے آمدن اور تعمیری امور میں بے سروسامانی ملحوظ رکھی جائے۔[35]

---

[34] علماءِ حق کے مجاہدانہ کارنامے از سید محمد میاں، 2005ء(79)۔
Sayyid, Muhammad miaN, ‘ulamā-e-Haq kay Mujāhidanah kārnāmay, 2005 (79).

[35] درانی، محمد ریاض، دارالعلوم دیوبند، جمعیۃ پبلی کیشنز، لاہور، 2005ء(34)۔
Durrāni M Riaḍ, Dar-al-‘ulūm Diyoband,Jam‘iyah publication, Lahore,2005 (34).

دار العلوم کے تسلسل میں پاکستان میں دینی مدارس کے پانچ تعلیمی بورڈز ہیں۔ان سے سینکڑوں بچیوں اور بچوں کے مدارس منسلک ہیں۔اہل الحدیث مکتبہ فکر کا بورڈ وفاق المدارس السلفیہ ہے۔اہل تشیع مکتبہ فکر کا بورڈ وفاق المدارس الشیعہ ہے۔وفاق المدارس العربیہ اور تنظیم المدارس اہل سنت بالترتیب دیوبندی اور بریلوی حنفی مکاتب فکر کے نمائندہ ہیں۔شیعہ سکولز یونین شیعہ سکولوں کی گورننگ باڈی ہے۔جماعتِ اسلامی پاکستان عالم اسلام کی اسلامی تحریکوں میں نمایاں نام رکھتی ہے۔اس کے زیر انتظام دینی مدارس کے بورڈ کا نام رابطۃ المدارس الاسلامیہ ہے۔[36]

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کے مطابق دینی تعلیم کے درج ذیل مقاصد ہیں:

1. دینِ اسلام ہی مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا مقصد اور محور ہونا چاہیئے۔
2. تعلیم کی بنیاد اور اساس اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کے رسول ﷺ کی پہچان کے مقصد کے تحت ہونی چاہیئے۔
3. سائنس اور فائدہ مند عقلی علوم حاصل کرنے میں حرج نہیں،ان سے اشیاء کی ہیئت کی پہچان ہوتی ہے۔اس سے زیادہ اشیاء کے خالق کی معرفت ضروری ہے۔
4. رسول اللہ ﷺ کا پاک نقش اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام و اہل بیت عظام اور سلف صالحین کے نقوش ابتدائی تعلیم میں ہی طلبہ کے قلب پر نقش کیا جائے۔
5. صرف وہ پڑھایا جائے جو مبنی بر حقائق ہو،انسانی فطرت پر جھوٹ اور جھوٹی باتیں مضر اثرات ڈالتی ہیں۔
6. علوم طلبہ کو وہ پڑھائے جائیں جو ان کے لیے دنیا و آخرت میں مفید ہوں۔نصاب سے ایسے علوم خارج کر دیئے جائیں جو غیر ضروری اور غیر مفید ہوں۔
7. تربیتِ اساتذہ پر توجہ دی جائے،ان میں اخلاص،شفقت و محبت کی صفات ہوں اور ان میں ملی تعمیر کا جذبہ ہو۔
8. طلبہ کو خود شناس اور خود دار اس طرح بنایا جائے کہ وہ کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کریں۔
9. طلبی کی تربیت ایسے کی جائے کہ وہ تعلیم اور اس کے متعلقات کا دل سے احترام کریں۔
10. طلبہ کو صحبتِ بد سے بچایا جائے،طلبہ کو محدود بقدرِ ضرورت مفید کھیل اور سیر و تفریح کی اجازت دی جائے تاکہ ان میں انبساط،مسرت،تازگی اور نشاط پیدا ہو۔

---

[36] آسیہ شبیر،ڈاکٹر،خواتین کی دینی تعلیم:روایت،مسائل اور عصری تحدیات،الایضاح،شمارہ33،دسمبر 2016 (114)۔
Āsiyah Shabbīr, Dr, Khawatīn kī dīnī ta'līm: riwāyat, masāil awr 'aṣrī taḥdīdāt, al-aīḍāḥ, shumarah 33, December 2016 (114).

11. تعلیمی اداروں کو باوقار اور پر سکون ماحول دیا جائے، اس سے طلبہ میں وحشت اور افکار کا انتشار نہیں ہوتا۔[37]

علمائے اسلام کا بنیادی تبلیغی ذریعہ درس اور بیان ہے۔ بیان عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں وضاحت اور ابانت، یعنی وہ وسائل جن کے ذریعے وضاحت پیدا کی جائے۔ لہٰذا کلام یا تفسیر کا واضح ہونا اور وہ ملک جس سے موضوع میسر ہو۔ اصطلاحاً بیان بلاغت سے جو اس کا مترادف ہے ترقی کر کے اس کی ایک شاخ بن گیا۔[38]

جدید دور میں دعوت کا کام منظم انداز سے شروع ہوا۔ جماعت اسلامی نے برصغیر میں اہل علم و دانش کو جوڑنے کی کوشش کی۔ قرآن کریم کے درس، حدیث مبارکہ کی تفہیم کے حلقے، گروپ اسٹڈیز، مطالعہ کے حلقے، اہلِ دانش کے خطابات، مراکز میں تربیت اور کتابوں کا مطالعہ، ارکانِ جماعت اور عوام الناس کی دینی تربیت کی خصوصی کوشش کی جاتی ہے۔ اس سے دینِ اسلام کی دعوت پھیلتی ہے، اور جماعت کے تنظیمی نسق کو مزید پائیداری بھی بناتی ہیں۔[39]

صوفیائے اسلام کی تبلیغ واشاعتِ دین

صوفیاء کرام دین کے عالم ہوتے ہیں۔ عبادت گذار بندہ بننا اور دین کا عالم ہونا بڑی فضیلت کے درجے ہیں۔ اسلام کی اشاعت کا زیادہ تر سبب صوفیاء کرام بنے۔ ہندوستان میں اسلام زیادہ تر اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کی تبلیغ سے پھیلا۔[40]

قدیم مسلمان سلاطین کی یہ تاریخ رہی ہے کہ وہ جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر مختلف ممالک میں پیشقدمی کرتے تھے۔ وہ اپنی ان مہمات کو کامیاب بنانے کے لیے ذاتی طور پر بھی کوشاں رہتے تھے۔ ان کے ساتھ اہل اللہ ہوتے تھے، جو ان کی روحانی تربیت کرتے تھے، اور ساتھ ساتھ مشکل معرکوں میں ان کے شانہ بشانہ عملی طور پر

---

[37] مسعود احمد، ڈاکٹر، دار العلوم منظر اسلام، مطبوعہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، س ن (11)۔
Mas‘ūd Aḥmad, Dr, Dar al-‘ulūm Manẓar Islam, Published by Idāra-e-Taḥqīqāt Imam Aḥmad Raḍa, Karachi, (11).

[38] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 1974ء، (5 / 172)۔
Urdū dāirah m‘ārif-e-islāmiyyah, 1978, (5/172).

[39] Nasr, Vali Reza, Seyyed,The Vanguard of the Islamic Revolution: The Jama'at-i Islami of Pakistan, Comparative Studies on Muslim Societies, University of California Press, California, 1994 (19).

[40] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 1989ء، (23/ 176)
Urdū dāirah m‘ārif-e-islāmiyyah, 1978, (23/176).

ساتھ دیتے تھے۔ یہ بندگانِ خدا فتح و نصرتِ خداوندی کی نوید ہوتے تھے۔ یہ اخلاص والے حکمرانوں کا ساتھ دیتے تھے اور روحانی برکات کے لیے مسلسل دعا گو ہوتے تھے۔ جہاد میں شمولیت کا ایک مقصد یہ ھی ہو تا کہ مقابل اقوام دینِ اسلام کو اچھی طرح سمجھیں۔ وہ ان کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنا چاہتے تھے، محض غلام یا محکوم بنانا نہیں۔ یہ تو کفر و شرک اور معصیت میں جکڑے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف لانا چاہتے تھے۔ وہ لوگ ان دلدلوں میں دھنسے ہوئے تھے، اور لوگ لوگوں کی غلامی میں مبتلا تھے، اہل اللہ انہیں بندوں کی غلامی سے نکال لانا چاہتے تھے۔ اس کے نتیجے میں ممالک اسلامی قلمرو میں آجاتے تھے، اور دینِ اسلام کی اشاعت تیز تر ہو جاتی تھی۔[41]

برصغیر میں صوفیائے کرام کے کثیر سلسلے موجود ہیں۔ یہاں قادری سلسلہ مقبول ہے، جس کی نسبت سید عبدالقادر جیلانیؒ سے ہے۔ آپ بغداد کے تھے۔ فقہ میں آپ حنبلی مکتب کے سربراہ تھے۔ آپ مکتب اور رباط میں درس و تدریس کیا کرتے تھے۔ رباط خانقاہ اور تکیہ کو کہتے تھے۔ اسی طرح گوشہ نشین سالکین اپنی گوشہ نشینی کے لیے زاویہ کا انتخاب کرتے تے۔ ابن بطوطہ نے اپنی سیاحت کے دوران ہندوستان اواس کی ثقافت کا گہرائی سے مطالعہ کیا تھا۔ اس دور میں رباط اور زاویہ مترادف سمجھے جانے لگے تھے۔ اس نے زاویہ میں پائے جانے والے امور کو بیان کیا ہے، جو حضرت غوث پاکؒ کے دور میں رباط میں سرانجام دیئے جاتے تھے۔ آپ طریقت کے اصول طے کیے تھے، اس وجہ سے ایک علیحدہ سلسلہ کی بنیاد پڑی۔ مرید کو شیخ کی جانب سے خرقہ دیا جاتا تھا۔ اس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ مرشد کے ارادے کے تحت اپنے ارادے کو کر چکا ہے۔[42]

تصوف ایک روحانی نظام ہے جس کا عالمی ادب اور ثقافتوں پر زبردست اثر پڑا ہے۔ اسلامی ثقافت پر تصوف کے اثرات بھی کئی طرح سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ عمارات اور عمومی طور پر فن تعمیر، شاعری اور موسیقی کے نمونے، اور خطاطی کے رنگوں میں اس کے اثرات ملتے ہیں۔[43]

کشمیر میں تبلیغ کا زیادہ کام سید کبیر ہمدانی نے سرانجام دیا تھا۔ جن کے اثرات نمایاں طور پر نظر آئے۔

---

[41] کلیم، محمد دین، تاریخ مشائخ قادریہ، مکتبہ نبویہ، لاہور، س ن(3/ 425)۔

Kalīm, Muhammad Dīn, Tārīkh mashaikh-e-Qadiriyyah, maktabah nabawiyyah, Lahore, (3/ 425)

[42] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 1978،(16/ 11)۔

Urdū dāirah m‘ārif-e-islāmiyyah, 1978, (16/11).

[43] Mojdeh *Bayat* & Jamnia, Mohammad Ali, Tales from the Land of the Sufis, Shambhala Publications Inc. USA, 1994 (75).

بزرگوں کی بدولت بہت سے کشمیری اسلام سے متعارف ہوئے، امیر کبیر سید علی، جو علی ثانی اور شاہ ہمدانؒ کے القابات سے جانے جاتے ہیں، آپ نے اس خطے کو لوگوں کو توحید باری تعالیٰ سے روشناس کرایا۔ آپ سہر ودیہ مکتبِ سلوک سے تعلق رکھتے ہیں، اور اس کی کبرویہ شاخ میں نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔(44)

جدید دور میں تبلیغی جماعت صوفیاء اور تصوف کے تبلیغی مقاصد کو اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے ہے۔ حضرت مولانا الیاس نے بے سروسامانی میں اس مجددانہ کام کا میوات کے علاقے سے آغاز کیا۔ آج پوری دنیا میں بغیر کسی چندہ اور تشہیر کے یہ کام جاری ہے۔ جو لوگ سہ روزہ، چلہ یا چار ماہ یا بیرون سفر کا ارادہ کرتے ہیں، وہ خود اپنے اور اہل خانہ کے اسباب کا انتظام کرتے ہیں، ان کی جماعت کی طرف سے کوئی مالی مدد نہیں کی جاتی۔ رائیونڈ لاہور کے مرکز سے جماعتوں کی تشکیل ہوتی ہے۔ سینہ بہ سینہ روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مولانا الیاس کو چھ نمبر کی تلقین فرمائی تھی۔ یہ کلمہ طیبہ، نماز کا قیام، علم اور ذکر، اکرام مسلم، اخلاص اور دعوت اور تبلیغ ہیں۔ اسی طرح کی ایک اور تنظیم دعوتِ اسلامی کے سربراہ مولانا الیاس قادری ہیں۔ آپ نے 1981ء میں اس تبلیغی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ اپنے حلقے میں آپ امیر اہل سنت کہلاتے ہیں۔ یہ تنظیم بریلوی مکتبہ فکر کی نمایاں دعوتی تحریک ہے۔ نفیس اکرم نے برسٹل یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم مکمل کی ہے۔ ان کی ڈاکٹر آف فلاسفی کی تحقیق امام احمد رضا خان اور دعوتِ اسلامی کی تحریک کے بارے میں ہے۔ اس تحقیق میں سماجی اصلاحات کے ذریعے اسلام کی نشوونما اور از سر نو احیاء کے امکانات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ نفیس اکرم نے 30 جنوری 2013ء کو اپنی تحقیق کا کامیاب دفاع کیا۔ اس تحقیق کے اہم نکات یوں ہیں کہ دعوت اسلامی کی جانب سے انفرادی اصلاحات پر زور دیا گیا ہے۔ اس میں سیاست میں الجھے بغیر حقوق اللہ، حقوق العباد اور حسن اخلاق کی بنیادی اسلامی روایات کے احیاء کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ علامہ الیاس قادری نے اپنے اہم مشن میں رہنمائی کے لیے ذریعہ کے طور پر ایک اہم اسلامی اسکالر امام احمد رضا خان (1856ء تا 1921ء) کا حوالہ دیا ہے۔ اس کا مقصد اجتماعی عمل کے صورت گری، انہیں معاشرتی سیاق وسباق میں بیان کرنا اور سماجی مسائل کو حل کرنا ہے۔(45)

---

(44) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 1978ء، (302/17)۔

Urdū dāirah m‘ārif-e-islāmiyyah, 1978, (17/ 302).

(45) Nafees Akram, *Imam Ahmed Raza Khan and the Dawat-e-Islami Movement: Islamic Revival through Social Reform, School of Sociology, Politics and International Studies, University of Bristol*,31 January 2013, Retrieved: Sep 25, 2020 From http://www.bris.ac.uk/spais/news/2013/226.html

دعوتِ اسلامی کے قیام کے لیے مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے تحریک دلائی۔ آپ کے کراچی میں واقع گھر میں مسلک کے اکابر جمع تھے۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی اور علامہ ارشد قادری کے مشورے سے مفتی وقار الدین کے ذمے یہ کام لگایا گیا۔ انہوں نے اپنے طالب علم، مولانا محمد الیاس قادری کا نام تجویز کیا اور بتایا کہ پہلے سے دعوتی سرگرمیوں میں مگن ہیں اور اس کام کے لیے موزوں ہیں۔ دو ستمبر انیس سو اکیاسی کے اس اجلاس کی روشنی میں آپ نے اس جان جوکھوں والے کام کو سنبھالا۔ اس دعوت کا شعار یہ ہے کہ اپنی ذات کی اصلاح کی فکر کی جائے اور سب کی اصلاح کی فکر کو فراموش نہ کیا جائے۔[46] اس تنظیم نے دو سو کے قریب ممالک تک اپنا تنظیمی و دعوتی نیٹ ورک پھیلایا ہے۔ اس تنظیم کے سو کے قریب شعبے ہیں، جن کی بدولت تنظیم کو دعوتی امور کی انجام دہی میں آسانی میسر آتی ہے۔ اس تنظیم نے سن 1996ء میں ادارے کی ویب سائٹ بنائی۔ یہ اردو زبان کی اولین سائٹ ہے۔ مدنی چینل کے نام سے اس تنظیم نے اپنا ٹی وی چینل بنایا ہے، اس چینل کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ موسیقی سے اجتناب کیا جاتا ہے، اور اشتہارات چلانے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ چینل دنیا بھر میں مواصلاتی سیارے کے ذریعے سے نشر ہوتا ہے۔ اس تنظیم نے ذاتی اصلاح پر توجہ مبذول کی ہے۔ اس مقصد کے لیے ایک مکمل نظام مدنی انعامات کے نام سے متعارف کیا گیا ہے۔ یہ اس طرح بنایا گیا ہے کہ عمل کرنے سے ہر مسلم کی ذاتی اصلاح ممکن ہوتی ہے۔ اس میں مختلف افراد کے لیے مختلف نکات بتائے گئے ہیں، جیسے خواتین کے لیے تریسٹھ، مردوں کے لیے بہتر اور نابالغ بچوں کے لیے چالیس نکات موجود ہیں۔ مولانا الیاس ان نکات کا مقصد بتاتے ہیں کہ ان سے تمام امور مدنی نسبت میں آجاتے ہیں جس سے دینی لحاظ سے ترقی ہوتی ہے، تربیت میں اخلاق و کردار کا حصہ بڑھتا ہے، اور یوں تقویٰ اور خشیت الٰہی کی منزل کے حصول میں مدد ملتی ہے۔ یہ مدنی نسبت کے انعامات قابل عمل ہیں، اور ان پر عمل پر خلوص ہو کر ہی ممکن ہے۔[47]

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

---

[46] محمد الیاس، فیضانِ سنت، مکتبۃ المدینۃ، کراچی، 2006ء، (1532/1)۔

Muhammad Ilyās, Faizān-e-Sunnat, Maktabah al-Madcinah, Karachi, 2006, (1/ 1532).

[47] قادری، محمد الیاس، مدنی تحفہ، مجلس المدینۃ العلمیہ، مکتبۃ المدینۃ، کراچی، س ن، (22)۔

Qadirī, Muhammad Ilyās, Madanī Toḥfah, Majlis al-Madīnah al-'ilmiyyah, Maktabah al-Madcinah, Karachi, (22).